جلد ۱۷ شہادت ۱۳۵۵ ھش شمارہ ۴
اپریل ۱۹۷۶ء

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آلِ عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

سالانہ بدل اشتراک
پاکستان آٹھ روپے
دیگر ممالک دو پونڈ
فی پرچہ ۷۵ پیسے

پروگرام انیسواں سالانہ اجتماع مجلس انصاراللہ مرکزیہ

منعقدہ 11 شہادت 1355 ہش / اپریل 1976ء

— بروز اتوار —

4—00 تا 4—45	نماز تہجد	
4—45 تا 5—20	نماز فجر	
5—20 تا 5—35	درس قرآن مجید	محترم مولانا ابوالعطاء صاحب
5—35 تا 5—50	درس حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم	غلام باری سیف
5—50 تا 6—05	درس ملفوظات حضرت مسیح موعود [ؑ]	محترم چوہدری محمد شریف صاحب
6—05 تا 7—10	سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	
15 منٹ	(الف) توکل علی اللہ	محترم صوفی بشارت الرحمن صاحب
،،	(ب) دشمنوں سے سلوک	محترم مولوی محمد منور صاحب
5 منٹ	نظم	محترم چوہدری شبیر احمد صاحب
15 منٹ	(ج) بنی نوع انسان کی خدمت کا جذبہ	محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب
	(د) عبادات میں خشوع و خضوع	محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب
7—10 تا 9—00	ناشتہ وغیرہ	

اجلاس دوم

9—00 تا 9—08	تلاوت قرآن کریم	
9—08 تا 12—00	دعا	
	سالانہ رپورٹ کارگزاری	قائدین مرکزیہ
	شوریٰ	
	انتخاب صدر و نائب صدر صف دوم	
12—00 تا ——	اختتامی خطاب عہد و دعا	سیدنا حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں درخواست کی جائیگی ۔

یہ اجتماع پرائیویٹ ہے اور ایک پرائیویٹ احاطہ میں منعقد ہو رہا ہے ۔

غلام باری سیف

قائمقام قائد عمومی مجلس انصاراللہ مرکزیہ ربوہ

30 مارچ 1976ء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

شہادت ۱۳۵۵ ہش

ربیع الثانی ۱۳۹۶ ہجری اپریل ۱۹۷۶ء

ایڈیٹر
غلام باری سیف

قیمت سالانہ آٹھ روپے

فی پرچہ چھ پیسے

فہرست مضامین

پبلشر ...... چوہدری محمد ابراہیم

مطبع ..... ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت ..... دفتر ماہنامہ انصار اللہ دار الصدر جنوبی ربوہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جلد ۱۷ | ماہنامہ انصار اللہ ربوہ | شمارہ ۱۷

شہادت ۱۳۵۵ ہش

دعوت ہر ہرزہ گو کچھ خدمت آساں نہیں

دعوتِ حق کا کام کوئی آسان کام نہیں، یہ جان جوکھوں کا کام ہے۔ یہ مصائب کو دعوت دینا ہے آلام کو پکارنا ہے۔ جب میرے پیارے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا اقرأ کہ خدا کے اس پیغام کو پہنچا، اس ذمہ واری کے بوجھ کے احساس کے تحت آپؐ نے فرمایا خشیت علیٰ نفسی کہ اس راہ میں تو جان قربان کرنا ہوگا تو بوڑھے ورقہ نے کہا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک دن تیری قوم تجھے گھر بار سے نکال دے گی اور کبھی کوئی مصلح آسمانی پیغام لے کر نہیں آیا مگر اس کی قوم نے اس سے یہی سلوک کیا۔ کیا قصور تھا میرے آقا کا کہ ابوجہل گالیاں دیتا اور ایک دفعہ بدبخت نے روئے مبارک پر تھپڑ بھی مارا۔ میرے آقا کا اس کے علاوہ کیا قصور تھا کہ وہ فرماتے تھے میرا پروردگار وہ خالق دو جہاں ہے۔ میرا سر پتھروں کے تراشیدہ صنم کے سامنے نہیں جھک سکتا۔ ظالموں نے حرم کی حدود میں جہاں پرندے کو بھی گزند پہنچانا ناجائز تھا آپ کے گلے میں پٹکا ڈال کر اتنا کھینچا کہ آنکھیں باہر آ گئیں۔ ابوبکرؓ دوڑے آئے ظالموں کو ظلم سے روکا۔ تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر ابوبکرؓ کی داڑھی اور سر کے بال نوچ ڈالے۔ گھر آئے تو جہاں ہاتھ لگاتے بالوں کا گچھا ہاتھ میں آ جاتا لیکن ابوبکرؓ یہی کہتے رہے تبارکت یا ذا الجلال والاکرام۔

پاک ہے تو بزرگی اور جلال کے مالک۔ تبارکت یا ذوالجلال والاکرام

اسی پر بس نہیں ہادئ برحق خدا کے نام پر منادی کرانے والے محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ پر کھانا پانی بند کر دیا۔ بچوں اور عورتوں کے بلبلانے کی آوازیں شعب ابی طالب سے باہر سنائی دیتیں۔ تو اذیت پہنچانے والے قہقہے بلند کرتے۔ اہلِ مکہ کو رات دن خدائے واحد کی طرف بلانے والے جب طائف کے مرغزاروں اور باغوں کے مالکوں کو پیغامِ حق پہنچانے کے لئے گئے تو ان ہرزہ سراؤں نے استہزاء طعن و تشنیع سے آپ کا استقبال کیا۔ یہ دنیوی عزتوں کے دلدادہ کبھی یہ کہتے کہ خدائی انتخاب خوب ہے۔ اسے کیا کوئی اور نظر نہ آیا تھا اور کبھی یہ کہتے وہ خدا بھی عجیب ہے جس نے تجھے چنا۔ اور اسی پر بس نہیں کی۔ ظالموں نے بستی کے آوارہ چھوکروں کو اکٹھا کیا۔ ان ناداتوں نے پتھروں سے دامن بھر لئے اور وہ جو رحمتِ خداوندی کے پھول طائف میں بکھیرنے آیا تھا اس پر پتھروں کی بارش شروع کر دی۔ حبیبِ کبریا۔ سرتاج انبیاء لہولہان ہو گئے۔ خدا کے برگزیدہ پیغامبر نے عتبہ اور شیبہ کے باغ میں درخت کے نیچے کھڑے ہو کر اس بے کسی سے اپنے مولا کو پکارا۔

اے اللہ میں اپنی کمزوری اور کمئی اسباب کی شکایت تجھی سے کرتا ہوں۔ اے ارحم الراحمین اے کمزور کے خالق تو میرا پروردگار ہے۔ مجھے کس کے سپرد کرتا ہے۔ ترشرو دشمن کے سپرد؟ اگر تو راضی ہے تو مجھے پھر کوئی پرواہ نہیں۔ اپنی عافیت کا دامن میرے لئے وا کر دے۔ واسطہ تیرے غفور چہرہ کا جس سے ظلمات کافور ہو جاتی ہیں اور دین و دنیا سدھر جاتی ہے۔ اپنے غضب اور ناراضگی سے پناہ میں رکھیو کہ تیرے علاوہ کسی کو طاقت نہیں

(ابن ہشام الجزء الثانی صفحہ ۲۸۶)

سیدنا ابوبکرؓ کو ظالموں نے مکہ سے کیوں نکالا۔ خود میرے آقا کو مکہ کے در و دیوار پر نظر ڈال کر یہ کہنا پڑا تھا۔ مکہ ہمیں تو محبوب ہے لیکن مکہ والے رہنے نہیں دیتے۔

حرام بن ملحان کی کمر میں جبار بن سلمی نے نیزہ کیوں مارا تھا۔ جب نیزہ کمر میں پیوست ہو کر پیٹ کے اس پار ہو گیا اور ساتھ ہی خون کا فوارہ چھوٹا تو پیغامِ حق پہنچانے والے نے خون کا اوک بھر کر منہ پر چھڑک کر یہی کہا تھا فزت و رب الکعبۃ۔ کعبہ کے خدا کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ (بخاری کتاب الجہاد) حرام تو کھڑے پیغام حق ہی پہنچا رہے تھے۔

اور جب کفار بدنیتی سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے درخواست کر کے مبلغین اسلام کو لے گئے تھے کہ ہمیں پیغامِ حق سنائیں اور پھر خباب بن عدی کو مشکوں میں کس کر مقتل میں لے جا کر شہید کیا تھا اور اس مبلغ اسلام نے نفل ادا کر کے اشعار پڑھتے ہوئے گردن جھکا دی تھی۔ (بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الرجیع)

ان مبشرین اسلام کا کیا قصور تھا؟ اور سعد بن ابی وقاص نے بھوک ہڑتال کیوں کی تھی۔ ابو سلمہؓ سے ان کا بچہ اور بیوی ام سلمہ مکہ والوں نے کیوں چھین لئے تھے۔ حضرت زینبؓ کو اپنے والد محترم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ کیوں نہ جانے دیتے تھے۔ اور جب بیماری میں روانہ ہوئیں تو کیا سلوک ظالموں نے کیا تھا۔ اور یاد کیجئے اس وقت کو جب ان کی قبر کے سرہانے بیٹھ کر خدیجہ کی لخت جگر کی لمبی بیماری کا ذکر آقائے نامدار نے فرمایا تھا۔

الغرض خدا کا پیغام پہنچانے والوں کو پھولوں کی سیج پر سے نہیں گزرنا پڑا۔ انہیں اس راہ میں ہر تکلیف برداشت کرنا پڑی۔ انہوں نے فاقے کاٹے۔ گالیاں سنیں۔ پتھر کھائے۔ گھر بار چھوڑا۔ بیوی بچوں اور جائدادوں سے محروم ہونا پڑا۔ بلالؓ، عمارؓ، سہیل کے بیٹے ابو جندلؓ پر کیا کیا ظلم وستم روا نہ کیا گیا۔ لیکن کیا ان کے پائے ثبات میں لغزش آئی۔ گالیاں سنکر انہوں نے دعائیں دیں۔ بائیکاٹ کرنے والے جب قحط سے مرنے لگے تو رحمۃ للعالمین نے خدا سے ان کے لئے بارش مانگی۔ پتھر برسانے والوں پر جب خدا کے عذاب کا کوڑا اٹھا تو خدا تعالےٰ سے ان کے لئے عفو چاہی۔ ابوجہل کی گالیوں کو خاموشی سے برداشت کیا۔ اگر کسی سے التجا کی تو صرف اُسی احکم الحاکمین سے کہ دلوں کو ہدایت دینے والا وہی ہے۔ مقلب القلوب وہی ہے۔ پیغام حق پہنچانے والے سختی کو نرمی سے جیتتے ہیں۔ بدخلقی کی شدت کو حسن اخلاق کی ملائمت سے تبدیل کرتے ہیں۔ پیغام حق پہنچانے والوں کو ایثار پیشہ ہونا پڑتا ہے۔ یہ کام تنخواہوں کے عوض نہیں ہوتے۔ یہ کام تو جنون۔ قربانی۔ ایثار۔ بے نفسی چاہتا ہے۔ لمبی تیاری چاہتا ہے۔ دعوت حق وہ پہنچا سکتا ہے جو اسلامی تعلیم واخلاق کی طرف بلانے سے پہلے اپنے دل کو بدل لے۔ وہ دعاؤں سے خدا کے فضلوں کو جذب کرنا جانتا ہو۔ دنیا سوئی ہوئی ہو وہ اٹھ کر سجدہ ریز ہو کر خدا کی رحمت طلب کرے۔ مشکلات ومصائب اسے مایوس نہ کریں۔ بلکہ اور خدا کے حضور جھکائیں۔ غیر مذاہب کا اس کا گہرا مطالعہ ہو۔ رواداری اور تحمل سے وہ لیس ہو۔ وہ مکتب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا تلمیذ ہو۔

تبلیغ کی توفیق خدا کا احسان ہے۔ لیکن یہ آسان کام نہیں۔ یہ روپے پیسے سے زیادہ دعاؤں، حسن اخلاق۔ بے نفسی اور ایثار سے ہوگا اور اس میدان میں جو بھی اترتا ہے۔ ہم اسے خوش آمدید کہتے ہیں۔ لیکن یہ کام نعروں سے نہیں۔ زبانی جمع خرچ سے نہیں۔ یہ بیابان سانپوں اور خاردار جھاڑیوں سے بھرے۔ اس کی مشکلات پر آگاہ ہونے والے نے کہا تھا ؎

دعوت ہر ہرزہ گو کچھ خدمت آساں نہیں
ہر قدم پر کوہ ماراں ہر گذر میں دشت وخوار

(۲)

حضور ایدہ اللہ کی تشریف آوری

جامعہ احمدیہ کی خوش قسمتی تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ ۹ مارچ کو جامعہ میں تشریف لائے۔ حضور نے جامعہ کے تمام طلباء اور حافظ کلاس کے طلباء کو شرف مصافحہ بخشا۔ حافظ کلاس کے چھوٹے بچوں کو پیار سے تھپکی بھی دیتے رہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ خیار ائمتکم تحبونھم و یحبونکم۔ مسلمانوں تمہارے بہتر امام وہ ہوں گے جن سے تم محبت کرتے ہوگے اور وہ تم سے محبت کرتے ہوں گے۔ ہم نے دو خلفاء کا زمانہ دیکھا ہے اور ہم نے جماعت کے دونوں اماموں کو جماعت سے اپنی اولاد کی طرح محبت کرتے دیکھا۔ اللہ تعالےٰ آپ کا سایہ ہمارے سروں پر تا دیر رکھے۔ اس موقعہ پر حضور نے جہاں جامعہ احمدیہ کی لائبریری کی توسیع کے لئے ۴۵ ہزار کی رقم منظور فرمائی وہاں آپ نے نہایت بیش قیمت نصائح فرمائیں۔ حضور نے فرمایا۔

جامعہ میں چوٹی کے دماغ آنے چاہئیں۔ فکر و نظر میں وسعت رکھنے والے اچھے دماغ اور جو نہ چل سکے اسے فارغ کر دیا جائے۔ حضور نے فرمایا سلسلہ کی خدمت خدا کا ایک احسان ہے اور اس سے محرومی شقاوت ہے۔ آپ نے فرمایا جامعہ کی ڈگری شاہد کے معنے یہ ہیں کہ آپ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور اسلام کے لئے اخلاص ہو۔ خدا پر کامل توکل ہو۔ ہمارے شاہد ہیرے کی طرح ہونے چاہئیں اور اپنے فرائض کو کماحقہ بجالانے والے

اس موقعہ پر حضور نے عبدالوہاب آدم افریقن امیر جماعت احمدیہ گھانا و انچارج مشنری کا ذکر فرمایا کہ وہ سلسلہ کے شیدائی اور اعلےٰ تربیت رکھنے والے ہیں۔ مبلغ مشرقی افریقہ امری عبیدی مرحوم کے متعلق حضور نے فرمایا اس نے دنیاوی طور پر اتنی ترقی کی کہ وزیر کے درجہ تک پہنچے۔ اور ہر مقام سے پہلے خدا تعالےٰ انہیں اس کی بشارت دیتا تھا۔ آخر میں حضور نے فرمایا آپ خدا سے سودا کرتے ہیں۔ آپ کو ایک مخلص دل پیدا کرنا چاہیئے۔ حضور نے فرمایا باہر کے بعض عہدیدار سات سات گھنٹے روزانہ سلسلہ کے لئے کام کرتے ہیں۔

(۳)

تربیتی اجتماع

گیارہ اپریل کو مرکز میں انصار اللہ کا ایک روزہ اجتماع ہو رہا ہے۔ ہمارا اجتماع نہایت بابرکت اور روحانی

اجتماع ہوتا ہے۔ تہجد کی نماز با جماعت۔ قرآن و حدیث کا درس۔ سیرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم پر تقاریر یہ سب کچھ نہایت درجہ روح پرور اور ایمان افروز ہوتا ہے۔ بے شک یہ انصار اللہ کا اجتماع ہوتا ہے لیکن خدام اور اطفال اس میں اسی شوق سے آتے ہیں جیسے یہ ان کا اجتماع ہو۔ انشاء اللہ العزیز سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز اور صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ بھی احباب سے خطاب فرمائیں گے۔ ہمارا یہ اجتماع دو سال کے ناغہ کے بعد منعقد ہو رہا ہے۔ اور زُرْ غِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا کے تحت شوق اشتیاق اس ناغہ کی وجہ سے بڑھنا چاہیئے۔ امید ہے احباب زیادہ سے زیادہ اس میں شمولیت فرمائیں گے۔

(۴)

خُلقِ محمد

ربیع الاول کے مقدس مہینہ میں انسان کی قسمت جاگی تھی۔ رحمتِ مجسم، خلق تام، معراج انسانیت صادق و امین اسی ماہ تشریف لائے تھے۔ وہ جس کے آنے سے قیصر و کسریٰ کے محلات میں ارتعاش پیدا ہوا جس کی تخلیق پر ابلیس نے سر پیٹ لیا۔ اور جس کی آمد پر ملاء اعلیٰ میں شادیانے بجے۔ مقدس روحوں نے نغمے گائے جس کے آتے ہی ظلمتوں کے پردے چاک ہوئے۔ جو خدائے ذوالجلال سے کامل شریعت لائے۔ جنہوں نے انسان کو با اخلاق بنایا۔ آپ کے یوم ولادت پر زمین والوں نے بھی چراغاں کئے۔ فانوس لٹکائے انواع و اقسام کی شیرینیاں تقسیم کرکے اپنی خوشی کا اظہار کیا۔ آپ کی سیرت پر فکر انگیز مقالے پڑھے۔ سیرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر تقاریر ہوئیں۔ لیکن اسے چارہ گر کچھ اس کا بھی علاج ہو۔ کیا اخبار کی یہ سرخی پڑھی۔ "چندہ مانگنے والوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔"

> "سیالکوٹ میں جاوید نامی نوجوان میلاد النبی کے جلوس کے سلسلہ میں بازار کو سجا رہا تھا محمد سلیم کا ادھر سے گزر ہوا۔ جاوید نے اس سے بھی چندہ مانگا۔ دونوں میں تلخ کلامی ہوئی۔ محمد سلیم گھر گیا۔ چھری لایا اور جاوید کے پیٹ میں گھونپ دی۔ جاوید کو ہسپتال لے جایا گیا۔ لیکن اس نے راستہ میں دم توڑ دیا۔" (امروز ۱۲ مارچ ۱۹۷۶ء)

اس رحمۃ للعالمین کی رحمت کا واسطہ۔ علماء ملت ان کو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تحمل۔ رواداری۔ شفقت اور رافت کے درس دیجیئے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی عقیدت میں سب سے بڑا نذرانہ حضور کی سیرت مقدسہ پر عمل کرنا ہے۔ حدیث میں آتا ہے۔ قیامت کے دن سب سے پہلا سوال حقوق العباد میں سے یہ ہوگا کہ کسی کا خون تو نہیں کیا تھا۔ اس سردار دو عالم نے حجۃ الوداع کے روز یہ کہہ کر کہ لوگو شاید آج کے بعد

پھر نہ مل سکیں۔ نصیحت فرمائی تھی۔

تمہارے خون۔ تمہارے مال۔ تمہاری عزتیں تم پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح آج کے دن اس بابرکت مہینہ میں اس شہر میں یہ حرام ہے۔

بازاروں اور جگہوں کی سجاوٹ کرنے والو! دلوں کو محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی روشنی کے فانوسوں سے منور کرو کہ محبت کا صحیح تقاضا یہ ہے۔

(۵)

لوگ آساں سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

نوائے وقت ۲۷ مارچ ۱۹۷۶ء کے اخبار میں سرراہے کے تحت کسی نے لکھا۔

۲۷ فروری کو اسلام آباد میں حضرت قائداعظم کی صد سالہ تقریبات کے سلسلہ میں ایک مجلس مذاکرہ کو خطاب کرتے وقت سپریم کورٹ کے جج مسٹر جسٹس انوارالحق نے کہا

"اگرچہ ہم نے اسلامی نظریات اور اقدار کو عملی زندگی میں رائج کرنے کے لئے پاکستان حاصل کیا تھا مگر یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہم نے عملی زندگی میں اس طرف توجہ نہیں دی۔ بلکہ اب ہماری زندگی میں اسلامی اعمال کی فراوانی آتی بھی نہیں جتنی آزادی سے پہلے تھی۔"

"جناب جسٹس کے فقرے سنکر علامہ اقبال کا شعر یاد آیا۔

دیں ہاتھ سے دے کر اگر آزاد ہو ملت ٭ ہے ایسی تجارت میں مسلماں کا خسارہ

اور مسلمان ہے کہ خسارے کی تجارت کئے چلا جارہا ہے اور معلوم نہیں کب کئے جائے گا؟ اسلامی نظریات اقدار کو عملی زندگی میں نافذ کرنے کا ایک نسخہ تو وہ ہے جسے موجودہ حکومت آزما رہی ہے۔ مثلاً یہ کہ حاجیوں کے لئے زیادہ سہولتیں یا یہ کہ اسلامی سربراہوں کا اجتماع یا امام مسجد نبوی یا امام مسجد الحرام کی آمد و نماز جمعہ میں امامت۔ اور یہ نسخہ اپنی جگہ کارگر بھی ہے۔ لیکن اسلامی اقدار کا عملی زندگی میں رواج پا جانا ابھی ذرا دور معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اقدار کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ اسلامی ممالک میں فحاشی کے اڈے قمار و شراب کا رواج۔ ثقافت کے نام پر لہو و لعب کے ہنگامے بھی جاری ہیں اور اسلامی اقدار ان ہنگاموں کا منہ تکتی رہتی ہے۔ بلاشبہ دردمند دل رکھنے والے اکابر کا احساس اس بارے میں شدید ہے، تاہم اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا ہے

یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے ٭ لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

جی ہاں یہ احساس کہ مسلمان ہونا آسان ہے درست نہیں۔ ضرورت ہے اس تلقین کی کہ مسلمان عمل سے بنتا ہے۔

ما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا

رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی انصار کو نصیحت

حدثنا زید بن وھب سمعت عبداللہ قال قال لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکم سترون بعدی اثرۃً واموراً تنکرونھا قالوا فما تامرنا یا رسول اللہ قال ادّوا الیھم حقھم وسلوا اللہ حقکم

(بخاری کتاب الفتن باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم سترون بعدی اموراً تنکرونھا)

زید بن وہب نے بتلایا کہ میں نے حضرت عبداللہؓ سے سنا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا تم دیکھو گے کہ میرے بعد تم پر دوسرے لوگوں کو ترجیح دی جائے گی۔ اور ایسے امور دیکھو گے جیسے تم ناپسند خیال کرو گے۔ انصار نے اس پر عرض کی کہ اے خدا کے رسول پھر آپ ہمیں کیا تلقین فرماتے ہیں۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے ذمہ جو حکام کے حقوق ہیں وہ تم ادا کرنا اور اپنا حق اللہ سے طلب کرنا۔

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حوضِ کوثر پر مجھے ملو گے تو وہاں اس کی تلافی ہو جائے گی۔

اس حدیث میں تین امور واضح ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ کبھی اصل حقدار کے حقوق غصب کئے جاتے ہیں اور غیر حقدار دونوں ہاتھ سے مزے لوٹتے ہیں۔ کبھی ناخوب خوب ہو جاتا ہے۔ ایسی حالت میں اپنے فرائض کی ادائگی سے کوتاہی نہیں برتنی چاہیئے۔ حقوق غصب کرنے والوں کے حقوق غصب کرنے کی ہمیں اجازت نہیں۔ ہم اپنا فرض ادا کریں اور اپنے حقوق خدا پر چھوڑ دیں۔ یوں بھی ان ان سے کسی نے کیا لینا ہے۔ وہ دے بھی کیا سکتا ہے۔ خدا کے لم یزل کے خزانے نہ ختم ہونے والے ہیں۔ لیکن خدا کا یہ سلوک تبھی ہو گا۔ جب اسپر توکل رکھا جائے۔ جب اسے ہی مشکل کشا سمجھا جائے۔ جب اسے ہی حاجت برار خیال کیا جائے۔ کیا خوب فرمایا مسیح پاک نے ؎

حاجتیں پوری کریں گے کیا تری عاجز بشر ✿ کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے

نیک اعمال کا بدلہ اگر اس دنیا میں مل جاتا ہے تو اگلے جہان میں ملنے والے بدلہ سے کچھ کم ہی ہو گا۔ صحابہ کرامؓ میں سے جن کو اس جہان میں بدلہ مل گیا تھا وہ اس پر روتے تھے کہ ہمارے تو اگلے جہان کا اجر کم ہو گیا۔ کسی نے یونہی تو نہیں کہا تھا نیکی کر اور کنوئیں میں ڈال۔ اس احسان ناشناس دنیا میں تو اسکے پیاروں کو بسا اوقات انگاروں پر ہی لوٹنا ہوتا ہے اور خارزاروں میں ہی پیہم چلنا کروانے پڑتے ہیں اور اپنے حقوق اور اعمال کا بدلہ اس احکم الحاکمین سے ہی لینا ہوتا ہے۔

—— (کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام) ——

کامل محبت اور کامل وفاداری اور کامل ہمت

"جس وقت بندہ کسی سخت مشکل میں مبتلا ہو کر خدا تعالےٰ کی طرف کامل یقین اور کامل امید اور کامل محبت اور کامل وفاداری اور کامل ہمت کے ساتھ جھکتا ہے اور نہایت درجہ کا بیدار ہو کر غفلت کے پردوں کو چیرتا ہوا فنا کے میدان میں آگے سے آگے نکل جاتا ہے۔ پھر آگے کیا دیکھتا ہے کہ بارگاہِ الوہیت ہے۔ اور اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔ تب اس کی روح اس آستانہ پر سر رکھ دیتی ہے۔ اور قوتِ جذب جو اس کے اندر رکھی گئی ہے وہ خدا تعالےٰ کی عنایات کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ تب اللہ جل شانہ اس کام کو پورا کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اور اس دعا کا اثر ان تمام مادی اسباب پر ڈالتا ہے جن سے ایسے اسباب پیدا ہوتے ہیں جو اس مطلب کے حاصل ہونے کے لئے ضروری ہیں۔ مثلاً اگر بارش کے لئے دعا ہے تو بعد استجابت دعا کے وہ اسباب طبیعہ جو بارش کے لئے ضروری ہوتے ہیں اس دعا کے اثر سے پیدا کئے جاتے ہیں۔ اور اگر قحط کے لئے بددعا ہے تو قادرِ مطلق مخالفانہ اسباب کو پیدا کر دیتا ہے۔ اسی وجہ سے یہ بات اربابِ کشف اور کمال کے نزدیک بڑے بڑے تجارب سے ثابت ہو چکی ہے کہ کامل کی دعا میں ایک قوتِ تکوین پیدا ہو جاتی ہے یعنی باذنہٖ تعالےٰ وہ دعا عالم سفلی اور علوی میں تصرف کرتی ہے اور عناصر اور اجرام فلکی اور انسانوں کے دلوں کو اس طرف لے آتی ہے۔ جو طرف مؤید مطلوب ہے۔ خدا تعالےٰ کی پاک کتابوں میں اس کی نظیریں کچھ کم نہیں ہیں۔ بلکہ اعجاز کی بعض اقسام کی حقیقت بھی دراصل استجابت دعا ہی ہے۔ اور جس قدر ہزاروں معجزات انبیاء سے ظہور میں آئے ہیں یا جو کچھ کہ اولیاء ان دنوں تک عجائبات دکھلاتے رہے اس کا اصل اور منبع یہی دعا ہے۔"

(برکات الدعا صفحہ ۱ ۔ روحانی خزائن)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم عربی کلام

ذُكَاءٌ بِجَلْوَتِهٖ وَبَدْرٌ مُّنَوَّرُ

محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے نور سے سورج اور چودھویں کا چاند روشن ہے

وَمَنْ يَّرَ تَقْوَىً غَيْرَ هَدْيِ رَسُوْلِنَا فَذٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يَعْتُوْ وَيُشْغَرُ

جس نے ہمارے رسول کی ہدایت کے علاوہ کسی اور راہ نمائی کو درست سمجھا ہے۔ یہ شیطان جو سرکشی کرتا ہے اور نکالا جائیگا۔

وَمَا نَحْنُ اِلَّا حِزْبُ رَبٍّ غَالِبٍ اَلَا اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ يَعْلُوْ وَيُنْصَرُ

اور ہم تو خدائے غالب کا حزب ہیں اور سنو اللہ کا ہی حزب غالب رہتا ہے اور اسی کی مدد کی جاتی ہے

وَيَبْقٰى اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ دِيْنُهٗ لَهٗ مِلَّةٌ بَيْضَاءُ لَا يَتَغَيَّرُ

قیامت تک آپ کا دین باقی رہے گا۔ اور آپ کی ملت بیضا بھی ہمیشہ رہے گی۔

نُؤْثِرُ فِي الدَّارَيْنِ سُنَنَ رَسُوْلِنَا وَسُنَّةُ خَيْرِ الرُّسُلِ خَيْرٌ وَّ اَزْهَرُ

ہم اپنے رسول کی سنت کو دونوں جہاں میں ترجیح دیتے ہیں۔ اور خیر الرسل کی سنت روشن اور افضل ہے۔

وَذٰلِكَ مِنْ بَرَكَاتِ رُوْحِ رَسُوْلِنَا نَبِيٌّ لَّهٗ نُوْرٌ مُّنِيْرٌ وَّ اَزْهَرُ

اور یہ سب ہمارے رسول کی روح کی برکت سے ہے۔ وہ ایسا نبی ہے جس کا نور روشن ہے اور بہت روشن ہے

رَؤُوْفٌ رَحِيْمٌ اٰمِرٌ مَّانِعٌ مَعاً بَشِيْرٌ نَذِيْرٌ فِي الْكُرُوْبِ مُبَشِّرُ

ہمارا رسول مشفق ہے مہربان ہے نیکی کی تلقین کرنے والا اور بدی سے روکنے والا ہے۔ وہ بشارت دینے والا، انتباہ کرنے والا ہے اور دکھوں میں خوشی دینے والا ہے۔

لَهٗ دَرَجَاتٌ لَّا شَرِيْكَ لَهٗ بِهَا لَهٗ فَيْضُ خَيْرٍ لَّا تُضَاهِيْهِ اَبْحُرُ

اس کا وہ رتبہ ہے کہ کوئی ان میں اس کا شریک نہیں۔ اس کا فیض ایسا اچھا ہے کہ سمندر بھی اسکی برابری نہیں کر سکتے

تَخَيَّرَهُ الرَّحْمٰنُ مِنْ بَيْنِ خَلْقِهٖ ذُكَاءٌ بِجَلْوَتِهٖ وَبَدْرٌ مُّنَوَّرُ

خدانے اس کو تمام مخلوق سے پسند کر لیا ہے اور اسی کے نور سے سورج اور چودھویں کا چاند روشن ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام کا جام حضور کے عشق کی مے سے لبریز ہے۔ جسے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت مقصود ہے وہ اس کلام کا مطالعہ کرے۔ اور دیکھے کہ کیا واقعی حضرت مسیح پاک کا مقام فنا فی الرسول کا ہے یا نہیں؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم فارسی کلام

ختم شد بر نفسِ پاکش ہر کمال

— (اس کے پاک نفس پر ہر کمال ختم ہو گیا) —

حضرت مسیح موعودؑ اپنے آقا سرورِ انبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں فرماتے ہیں ؎

ختم شد بر نفسِ پاکش ہر کمال　　　لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

اس کے پاک نفس پر ہر کمال ختم ہو گیا۔　　　یقیناً اس پر پیغمبروں کا بھی خاتمہ ہو گیا۔

محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم الوہیت کے مظہرِ اتم تھے۔ آپ پر ہر کمال ختم ہو گیا۔ شریعت، عدالت، دیانت، کرامت، سخاوت آپ کی ذات میں اپنے کمال کو پہنچ گئی۔ انسانیت کا بھی آپ پر خاتمہ ہو گیا۔ انسان کے لئے جو رفعت مقدر تھی۔ وہ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات میں انتہا کو پہنچ گئی۔ اصلاحِ خلق کے لئے آسمان سے جو مصلحین آتے رہے۔ ان کی انتہائی معراج محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم تھے۔

آپ فرماتے ہیں ؎

آں خداوندش بداد آں شرع ودیں　　　کاں نگردد تا ابد متغیّرے

خدا نے اس کو وہ شریعت اور دین دیا جو کبھی بھی تبدیل نہیں ہو گا۔

جب دین اور شریعت نیا اس وقت آتا ہے یا پہلا اس وقت منسوخ ہوتا ہے۔ جب آنے والا پہلے سے بہتر ہو۔ لیکن قرآن مجید کی صورت میں دنیا کو کامل اور مکمل شریعت عطا ہو گئی۔ اب نہ اس سے بہتر نہ اس جیسی شراب آسکتی ہے۔ کیونکہ اگر خدانخواستہ نئی شریعت کا امکان تسلیم کیا جائے۔ تو یہ ماننا پڑے گا۔ کہ یہ شریعت ناقص تھی العیاذ باللہ۔ اسی لئے اب جو موعودؑ آنے گا جو مصلح آئے گا اس شریعت اور محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا غلام ہو گا۔ اور اس دین کو پھیلانے والا ہو گا۔ آپ نے فرمایا ؎

ہست او در روضۂ قدس و جلال　　　و از خیالِ مادحاں بالاترے

محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پاکیزگی اور جلال کے گلستان میں متمکن ہے اور اس کی ذات والاصفات تعریف کرنے والے کے خیال سے بھی بالا ہے۔ انسانی عقل و فکر جتنی چاہے پرواز کرے۔ قلم جتنا چاہے زور لگائے۔ عاشق قلب و نظر کو جس طرح چاہے پھیرے محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا حقیقی مقام اور صفت بیان ہی نہیں ہو سکتی ؛

صحابۂ رسولؐ کا اندازِ محبت

علمدارِ عشاقِ ذاتِ یگاں ٭ سپہدارِ افواجِ قدوسیاں
پلا ساقیا آبِ کوثر کا جام ٭ عَلَیْكَ الصَّلوٰةُ عَلَیْكَ السَّلَام

(۲)

محبوب کی یاد

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کی کنیت ابو محمد تھی۔ ان کی دولت افسانوی تھی۔ ایک دن سامنے کھانا چنا گیا تو رو پڑے۔ کسی نے پوچھا ابو محمد رونے کا کیا سبب؟ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے ایسی حالت میں رخصت ہوئے کہ جَو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نصیب نہ ہوتی تھی یہ دیکھو آج ہمارے سامنے انواع واقسام کے کھانے پڑے ہیں[۱]۔ محب کا دل تو یہی چاہتا ہے کہ یہ سب کچھ میرے محبوب کو میسر ہوتا اور اگر اس کو نہ تھا تو مجھے یہ کیسے بھا سکتا ہے۔

تو کہہ دے اگر

جس سے محبت ہو اس کا ہر لفظ حکم کا درجہ رکھتا ہے۔ مُحب اس کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔ اس بارہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے کئی واقعات ہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو ریشم پہننے اور چاندی سونے کے برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا۔ ایک بار حضرت حذیفہؓ نے پانی مانگا تو کوئی شخص چاندی کے کٹورے میں پانی لے آیا۔ آپ نے پانی مع برتن پھینک دیا اور فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے چاندی سونے کے برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا ہے[۲]

۱؎ شمائل ترمذی صـ۲۷ ۲؎ شمائل ترمذی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں حضرت ابوعبیدہؓ بن جراح اور ان کے بیٹے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے بیٹے نے ریشمی قمیص پہن رکھی تھی۔ حضرت عمرؓ نے گریبان میں ہاتھ ڈال کر قمیص پھاڑ دی۔ ابوعبیدہؓ نے کہا میں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے ریشمی قمیص کے استعمال کی اجازت لی تھی۔ فرمایا تم نے اجازت لی تھی۔ تمہارے بیٹے کو تو اجازت حضورؐ نے نہ دی تھی اور تمہیں بھی مخصوص زمانہ کے لئے دی تھی۔

اُھبان بن صیفی الغفاریؓ کے پاس حضرت علی رضی اللہ عنہ گئے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ان کی اور معاویہ کی باہم چپقلش تھی اور کہا چلو تلوار پکڑو اور لڑائی میں شریک ہو۔ اہبان نے جواب دیا آپ کے دوست اور چچا کے بیٹے نے مجھ سے عہد لیا تھا۔ کہ جب مسلمان باہم دست و گریبان ہو جائیں تو لکڑی کی تلوار بنا لینا۔ چنانچہ میں نے لکڑی کی تلوار بنائی ہوئی ہے[1]۔ یہ ہوتی ہے محبّت کہ محبوب کے ایک ایک لفظ پر پہرہ دیا جائے۔

ابو ہاشمؓ بن عتبہ کی عیادت کے لئے لوگ گئے تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے یہ صحابی رو رہے تھے۔ کسی نے رونے کی وجہ پوچھی تو جواب دیا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اقرار لیا تھا کہ اگر مال جمع ہی کرنا ہے تو خادم اور سواری کا گھوڑا کافی ہے۔ لیکن میرے تو گھر میں آج کچھ مال جمع پڑا ہے[2]۔ خیال آیا ہو گا کہ محبوب کو کیا منہ دکھاؤں گا۔ یہاں لطف دو چند ہو جاتا ہے۔ جب آپ یہ غور کریں کہ ابو ہاشم عتبہ کا بیٹا ہے۔ باپ وہ تھا جو بدر کے دن حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے واصل جہنم ہوا۔ باپ صفتِ جلال کا شکار ہوا۔ بیٹے نے حضورؐ کے جمال سے یہ حصہ پایا کہ بسترِ مرگ پر یہ خیال بے چین کر رہا ہے کہ حضورؐ کی ایک نصیحت تھی اس پر قائم نہ رہ سکا۔ ؎

صفاتِ جمال اور صفاتِ جلال ؛ ہر اک رنگ ہے بس عدیم المثال

معرور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابی ابوذر غفاریؓ کو ربذہ میں ملے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ انہوں نے اور ان کے غلام نے ایک ہی قسم کے کپڑے پہنے ہیں۔ جس قسم کی قمیص ان کی ہے۔ اسی قسم کی قمیص غلام کی اور جس قسم کا تہہ بند ان کا ہے اسی قسم کا غلام کا ہے۔ انہوں نے کہا آپ نے یوں کیوں نہ کیا کہ ایک قسم اور رنگت کا جوڑا آپ کا ہو جاتا اور غلام کا دوسرے رنگ اور قسم کا۔ تو ابوذرؓ نے کہا کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ یہ غلام جو خدا نے تمہیں دیئے ہیں۔ یہ تمہارے بھائی ہیں جو خود پہنو

---

[1] ترمذی باب الفتن باب ما جاء فی اتخاذ السیف من الخشب [2] ترمذی ابواب الزھد باب ما جاء فی ھمّ الدنیا وحبّھا

ان کو پہناؤ جو خود کھاؤ ان کو کھلاؤ۔ [1]

یہ وہ لوگ تھے جن کے ہاں غلاموں کو انسان سمجھا جاتا تھا۔ ان کی معاشرہ میں کوئی قدر و قیمت نہ تھی۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے نتیجہ میں وہ آقاؤں کے ہمدوش بنے۔ نہیں نہیں وہ مالکوں کے استاد بھی بنے۔ اور مالکوں نے ان کے سامنے زانوئے تلمذ طے کئے۔ اس محبت کے مظاہرے میں دیکھئے ابوذرؓ کس طرح حضورؐ کے ارشادات پر لفظاً لفظاً عمل کرتے نظر آتے ہیں۔

ایک حدیث کے لئے

پہلی صدی کے مجدد امیر المومنین حضرت عمر بن عبد العزیز کو علم ہوا کہ ابو سلام حبشی نے حضرت ثوبانؓ سے ایک حدیث سنی تھی۔ چنانچہ انہوں نے ڈاک کی سواری بھیج کر انہیں بلوا بھیجا۔ یہ مارا مار کرتے دربار خلافت میں پہنچے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے خیریت دریافت کی تو ابو سلام نے جواب دیا۔ ڈاک کی سواری کی وجہ سے بڑی مشقت اٹھانا پڑی۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے کہا آپ کو تکلیف دینا مقصود نہ تھا۔ آپ کے پاس ایک حدیث ہے جو کہ بالمشافہ سننا چاہتا تھا۔ [2]

محبوب کے ایک قول کو بالمشافہ سننے کے لئے حضرت عمر بن عبد العزیز کیا اہتمام کرتے ہیں اور اس کی بھی کئی مثالیں ہیں کہ جب یہ علم ہوا کہ فلاں کے پاس حدیث رسولؐ ہے۔ تو اس ارشاد رسولؐ کو سننے کے لئے دور دراز کا سفر اختیار کیا۔ طالب علموں کے لئے بھی اس میں سبق ہے کہ علم کی قدر یہ ہوتی ہے تحصیل علم اس طرح ہوتا ہے جس سے محبت ہو اس کی بات کی قدر یوں کیا کرتے ہیں

میرا حشر

ام المومنین حضرت سودہؓ کی شادی جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے ہوئی۔ تو اس وقت ان کی عمر اولاد سے متجاوز تھی۔ انہیں نہ جانے کس طرح خیال گزرا اور محبت میں ایسا گمان ہوا ہی کرتا ہے کہ کہیں حضورؐ مجھے طلاق ہی نہ دے دیں۔ تو انہوں نے اپنی باری کسی دوسری بیوی کی طرف منتقل کر دی اور کہا مجھے تو صرف یہ خواہش ہے کہ قیامت کے دن میرا حشر حضورؐ کی بیوی کی حیثیت سے ہو۔ [3] یعنی میرا نام حضورؐ کے نام

---

[1] بخاری کتاب الایمان باب المعاصی من امر الجاھلیۃ [2] ترمذی ابواب صفۃ القیامۃ باب صفۃ اوانی الحوض [3] نساء النبی ص۹۹

کے ساتھ بولا جائے۔ مجھے ان سے نسبت ہو۔

جب حضورؐ بلاتے

ایک شاعر اپنے محبوب کو مخاطب ہو کر کہتا ہے ؎

فیاغائباً لو وجد نالہ ٭ سبیلاً مشینا علی الا رؤس

اے غائب اگر ہم تیری طرف کوئی راہ پائیں تو سر کے بل چل کر آجائیں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم جب کسی صحابی کو بلاتے تو دیکھئے وہ کن الفاظ میں جواب دیتے ہیں اور کس طرح دیتے ہیں۔

جنگِ حنین کے دن جب ہوازن قبیلہ کی تیراندازی کی وجہ سے مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور ایک وقت ایسا بھی آیا کہ سپہ سالار افواج قدوسیاں محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم صرف چند صحابہؓ کے ساتھ میدان میں رہ گئے۔ تو آپ نے انصار کو آواز دی یا معشر الانصار۔ اے گروہ انصار۔ دیکھئے صحابہ جواب میں کیا کہتے ہیں۔

لبیک یا رسول اللہ وسعدیک لبیک نحن بین یدیک[1]

حاضر اے رسول خدا اور ہماری خوش قسمتی کہ آپؐ نے یاد فرمایا۔ حاضر۔ ہم آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ ایک روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ حضورؐ نے حضرت عباسؓ کو کہا جن کی آواز بہت بلند تھی کہ آواز دو اے درخت والو یعنی جنہوں نے صلح حدیبیہ کے موقعہ پر درخت کے نیچے موت پر بیعت کی تھی۔ صحابہؓ کہتے ہیں کہ ہماری سواریاں باوجود باگ موڑنے کے مڑتی نہ تھیں۔ ہم چھلانگیں لگا کر کود کر پیدل ہی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے گرد اکٹھے ہو گئے[2]۔

میرا مقصد یہاں صرف یہ بتانا ہے کہ حضور کی آواز پر کس طرح وہ لبیک کہتے کہتے آتے۔ اسی طرح بخاری میں روایت ہے حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں مجھے شدید بھوک تھی۔ میں نے حضرت عمرؓ بن خطاب سے ایک آیت کے معنی پوچھے۔ حضرت عمرؓ نے چلتے چلتے معنے بتائے۔ مَیں بھی ان کے ساتھ گیا وہ اپنے گھر چلے گئے۔ مَیں واپس ہوا تو کمزوری سے منہ کے بل جا پڑا۔ ہوش آئی تو کیا دیکھتا ہوں حضورؐ میرے سر پر کھڑے ہیں۔ مجھے آواز دی ابوہریرہ۔ میں نے کہا لبیک رسول اللہ وسعدیک۔ رسول خدا میں حاضر ہوں اور میری

---

[1] بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الطائف

[2] ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۸۹۵

خوش قسمتی کہ آپؐ نے مجھے پکارا[1] ذرا ہوش آتی ہے بے ہوش کو محبوب کی ندا سنائی دیتی ہے تو ہونٹوں سے لبیک کی صدا ہی آتی ہے۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پہونچی کہ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا میں ہمیشہ دن کو روزہ رکھا کرونگا اور رات بھر تہجد پڑھا کروں گا۔ حضورؐ نے ان سے دریافت فرمایا کہ کیا تم نے یہ کہا ہے تو انہوں نے جواب دیا قلتہ بابی انت وامی میرے ماں باپ آپؐ پر قربان میں نے یہ کہا ہے[2] یہاں صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ حضورؐ نے پوچھا تو عبداللہ بن عمرؓ نے کس محبت اور ادب سے جواب دیا۔ پھر حضورؐ نے انہیں نصیحت فرمائی کہ اتنی شدت ٹھیک نہیں۔

ذوقِ تقلید

ایک رات حضرت ابن عباسؓ نے اپنی خالہ ام المومنین میمونہؓ کے گھر گذاری۔ رات حضورؐ بیدار ہوئے مسواک کی۔ وضو کیا اور تہجد کے لئے کھڑے ہو گئے۔ تو چپکے سے اٹھ کر ابن عباسؓ بھی وضو کر کے حضورؐ کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔[3]

اللہُ ورسولہٗ اعلم

حضور صلے اللہ علیہ وسلم تعلیم کی غرض سے صحابہؓ سے کبھی کوئی سوال پوچھتے تو صحابہؓ کو علم تھا کہ حضورؐ کا مقصد ہمیں تعلیم دینا ہے تو وہ جواب میں یہی کہتے اللہ ورسولہ اعلم کہ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ مثلاً حجۃ الوداع کے موقعہ پر حضورؐ نے دریافت فرمایا۔ آج کونسا دن ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا خدا اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا یہ کونسا مہینہ ہے۔ تب بھی یہی جواب تھا۔ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔[4] شارحین حدیث نے اس کی یہ توجیہہ بھی کی کہ وہ سمجھتے تھے حضورؐ اس دن، شہر اور مہینہ کا نام بدلنا چاہتے ہیں۔ اس لئے ہم ادب کا ہی طریق اختیار کریں۔ حضورؐ جو تبدیلی فرمائیں گے ہم اسے قبول کریں گے اور وہی نام درست ہوں گے۔

اسی طرح حضرت ابوہریرۃؓ راوی ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔ یومئذٍ تحدث

---

[1] بخاری کتاب الاطعمۃ [2] بخاری باب صوم الدھر [3] شمائل ترمذی باب ما جاء فی عبادۃ رسول اللہ [4] بخاری باب الخطبہ ایام منیٰ

اخبارھا کہ جس دن زمین اپنی خبریں بیان کرے گی۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جانتے ہو وہ خبریں کیا ہونگی۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ اللہ و رسولہ اعلم کہ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ تب آپ نے فرمایا اس کی سطح پر جو کچھ کیا ہوگا جرم ہو یا نیکی یہ سب بتا دے گی۔[1]

ایک حرف پر جان دے دی

مُحبّ محبوب کے ہر لفظ کو حکم سمجھتا ہے۔ وہ محبوب سے پیار کرتا ہے تو اس کے ہر ہر لفظ سے بھی پیار کرتا ہے۔ حکم عدولی اور محبت باہم جمع نہیں ہو سکتے۔ جنگِ اُحد کے موقعہ پر جب حضرت عبداللہؓ کی زیرِ قیادت حضورؐ نے ایک دستہ درہ کی حفاظت کے لئے مقرر فرمایا تو انہیں فرمایا لاتبرحوا تم یہاں سے نہ ہٹنا۔ جنگ ختم ہوگئی تو ان کے بعض ساتھیوں نے کہا کہ اب یہاں رہنے کا کیا فائدہ۔ لیکن حضرت عبداللہؓ یہاں سے نہ ہٹے۔ خالدؓ بن ولید جو اس دن کفر کی طرف سے لڑنے آئے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ درّہ خالی ہے پلٹ کر حملہ کیا درّہ میں حضرت عبداللہؓ دستہ کے امیر اور ان کے ساتھی شہید ہو گئے۔ لیکن درّہ کو انہوں نے نہ چھوڑا۔[2]

اُحد کے دن ایک صحابی نے پوچھا یا رسول اللہ اگر میں مارا جاؤں تو میں کہاں ہونگا۔ فرمایا جنّت میں۔ یہ سنا تو کھجوریں کھا رہا تھا وہ پھینک دیں اور میدان وغا میں شہید ہو گئے[3]۔ ایک سوال پوچھا اور ارشادِ رسولؐ پر جان دے دی۔ کتنے عجیب سوداگر تھے۔ یہ جان دے کر خدا کی رضا اور جنت لے لی۔ دوسری بات نہیں کی۔

حضورؐ کے قدموں پر گال

اُحد کے دن جب دشمن کا ریلا آیا، تو چند انصاری باری باری حضورؐ کے سامنے آکر دادِ شجاعت دینے لگے۔ ان میں سے ایک عمارہ بن زیاد بن سکن تھے۔ جب جنگ کے بادل چھٹے تو یہ زخمی تھے۔ انہیں اٹھا کر حضورؐ کے قدموں کے پاس لٹا دیا۔ یہ سرکے اور اپنے گال حضورؐ کے قدموں پر رکھ کر جان دے دی۔[4]

بچہ ناز رفتہ زجہاں نیاز مندے

کیا ذوقِ محبت ہے، کیا نیاز مندی ہے

سر بوقت ذبح اپنا اسکے زیرِ پائے ہے ٭ یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

(جاری ہے)

---

[1] ترمذی ابواب صفۃ القیامۃ [2] بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ اُحد
[3] بخاری کتاب المغازی باب غزوہ اُحد [4] ابن ہشام صفحہ ۵۹۹

چند دلچسپ اور ایمان افروز تبلیغی واقعات

— (مکرم و محترم مولانا محمد منور صاحب مبلغ مشرقی افریقہ)

اسلام کی تبلیغ نہایت دلچسپ کام ہے۔ اس سے زیادہ ایمان افروز اور یقین کو مضبوط کرنے والا اور کوئی کام نہیں۔ ہر قدم پر دعائیں کرنے اور نصرت الٰہی کے واقعات مشاہدہ کرنے کا موقعہ ملتا ہے۔ مجھے ۱۹۴۹ء سے ۱۹۷۳ء تک کم و بیش ۲۵ سال غیر ممالک میں تبلیغ کرنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ اور ہمیشہ ہی اللہ تعالےٰ کی تائید اور فضل اور ستاری شاملِ حال رہی ؛

— (۱) —

جب مَیں نے ۱۹۶۱ء میں ٹانگا نیکا مشن کا چارج لیا۔ تو مالی پوزیشن بہت مخدوش تھی۔ تقسیم سے قبل سارا چندہ نیروبی میں جمع ہوتا تھا۔ اور وہاں سے سارے تبلیغی مراکز کو بھجوایا جاتا تھا۔ مَیں جون میں کینیا سے دارالسلام پہنچا۔ اس وقت برادرم مکرم شیخ امری عبیدی صاحب مرحوم وہاں تبلیغ کا فریضہ سرانجام دے رہے تھے۔ چونکہ وہ دارالسلام کے میئر کے فرائض بھی بجا لا رہے تھے۔ اس لئے انہیں تبلیغ کے لئے کافی محنت سے وقت نکالنا پڑتا تھا۔ نیروبی سے دارالسلام تک کا سفر کرنے کے لئے مَیں نے کینیا مشن سے قرض لیا تھا۔ ممباسہ سے دارالسلام تک کا سمندری سفر مَیں نے بہت اضطراب میں گزارا۔ ایک دن اور ایک رات لگاتار دعا اور تضرّع میں مصروف رہا۔ کیونکہ مشن چلانے کا مجھے تجربہ نہیں تھا۔ ٹانگانیکا تینوں علاقوں میں سب سے زیادہ غریب ملک سمجھا جاتا تھا۔ پاکستانی احمدیوں کی تعداد وہاں بہت کم تھی۔ دارالسلام بندرگاہ پر برادرم امری صاحب نے میرا استقبال کیا۔ اور کہا مَیں عرصہ سے دعا کر رہا تھا کہ اللہ تعالےٰ آپ کو یہاں لے آئے۔ کیونکہ اکیلے کام چلانا میرے لئے مشکل ہو رہا تھا۔ آپ کے آنے سے مجھے تسلّی ہو گئی ہے۔ ان کے یہ الفاظ میرے لئے قلبی سکون کا باعث ہوئے اور مَیں نے یقین کر لیا کہ میری دعائیں بھی ضرور قبول ہونگی۔ جب مَیں نے جمعہ کا خطبہ سواحیلی زبان میں دیا۔ تو نماز کے بعد سارے احباب نے خوشی اور اطمینان کا اظہار کیا۔ اور بعض نے آپس میں کہا کہ امری صاحب کا جانشین بھی امری صاحب جیسا ہی ہے۔ لیکن مالی مشکل پہاڑ کی طرح میرے سامنے تھی۔ جون گذر گیا اور الاؤنسز واجب الادا تھے اور میرے پاس

ادائیگی کے لئے ایک پیسہ بھی نہیں تھا۔ ایک مخلص دوست قاری محمد یٰسین صاحب مرحوم کو ساتھ لے کر میں دوستوں کے پاس روزانہ جاتا اور انہیں بقایا جات ادا کرنے بلکہ پیشگی چندہ جات ادا کرنے کی درخواست کرتا۔ دو ماہ تک ہمارا یہی معمول رہا جس کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ نے غیر معمولی رنگ میں ہماری امداد فرمائی۔ اور وہی ٹانگانیکا جو مالی لحاظ سے سب سے کمزور تھا ایک لاکھ شلنگ سالانہ آمد پیدا کرنے لگا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

(۲)

چند سالوں کے بعد مجھے محسوس ہوا کہ ہمارے کچھ افریقی احمدی بے کار ہیں۔ اور مالی لحاظ سے وہ جماعت کی کوئی امداد نہیں کر رہے۔ وہ کھیتی باڑی کر سکتے تھے۔ اس لئے میں نے دعا اور مشورہ کے بعد دارالسلام سے تیس میل باہر ایک زرعی بستی کے آغاز کا فیصلہ کیا۔ ٹانگانیکا میں زمین سرکاری ملکیت ہے اور ہر شخص غیر آباد زمین کو آباد کرانے کا حق رکھتا ہے۔ اس لئے میں نے ایک درجن احمدی وہاں بھجوا دیئے۔ وہ جگہ تو زرخیز تھی۔ لیکن بدقسمتی سے اس سال سارے ملک میں بارش بہت کم ہوئی اور قحط کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ ہمارے اس بستی کے دوستوں نے بھی گھبراہٹ کا اظہار کیا۔ ہمارے پاس دعا کے سوا اور کیا ذریعہ ہے۔ میں نے حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں دعا کے لئے درخواست کی۔ اور جماعت کے دوست بھی دعاؤں میں مصروف ہو گئے۔ حضور کی طرف سے جواب آیا کہ اللہ تعالےٰ فضل فرمائے گا بارش ہوگی اور گھبراہٹ دور ہو جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ہمارے دوستوں کی محنت ٹھکانے لگی اور بڑی اچھی فصل اٹھی۔ ہمارے دوست وہاں مکی کاشت کرتے ہیں۔ کیونکہ اسے انسانی خوراک کے لئے بکثرت استعمال کیا جاتا ہے۔ دوستوں نے مجھے بھی تحفۃً کچھ مکی کے بھٹے بھجوائے میں نے خیال کیا کہ اس تحفہ کے سب سے زیادہ مستحق تو ہمارے پیارے امام ہیں جن کی دعاؤں کے طفیل ہمیں آسمانی بارش حاصل ہوئی اس لئے ایک بھٹہ ہوائی ڈاک میں حضور کی خدمت میں دعا کی درخواست کے ساتھ بھجوا دیا۔ حضور نے اس واقعہ کا ذکر کئی مقامات پر احباب جماعت کے سامنے بھی کیا۔

بستی کے دوستوں کو پینے کے پانی کی تکلیف تھی۔ دور سے پانی لانا پڑتا تھا۔ اپنی زمین میں انہوں نے کئی بار کوشش کی مگر کامیابی نہ ہوئی۔ وہ سارے دوست بہت دعائیں کرنے والے اور تہجد گزار تھے۔ ان میں سے ایک دوست کو خواب میں ایک جگہ دکھائی گئی جہاں پانی موجود تھا۔ فجر کے بعد انہوں نے اس خواب کا ذکر اپنے ساتھیوں سے کیا۔ اور سب نے وہاں جا کر زمین کھودنی شروع کر دی۔ اللہ تعالےٰ نے فضل فرمایا اور قریب ہی پانی میسر آ گیا۔ سب احباب کو اس سے بہت خوشی ہوئی اور ایمان میں اضافہ ہوا۔

(۳)

ٹانگا شہر میں کئی سال سے زمین کا ایک قطعہ جماعت نے مسجد دارالتبلیغ اور لائبریری کے لئے حکومت

سے لیا ہوا تھا۔ ۱۹۶۳ء میں آزاد حکومت نے اسے تعمیر کرنے کا حکم دیا۔ اور ایک لاکھ شلنگ عمارت پر خرچ کرنے کی شرط لگائی۔ ہمارا ابھی تک اس پلاٹ پر مسجد بنانے کا کوئی ارادہ نہ تھا۔ نہ ہی اتنی رقم موجود تھی۔ میں نے حکومت سے درخواست کی کہ صرف پچاس ہزار شلنگ کی عمارت بنانے کی اجازت دی جائے۔ جواب ملا کہ قطعہ زمین چونکہ بہت قیمتی ہے ایک لاکھ شلنگ سے کم اس کی قیمت نہیں ہے۔ اس لئے عمارت بھی اس کے شایانِ شان ہونی چاہیئے۔ حکومت سے خط و کتابت جاری رہی۔ اس اثناء میں مَیں نے دوستوں کو چندہ کی تحریک کی۔ اور ایک سال کے اندر اندر ۲۵ ہزار شلنگ جمع ہو گیا اور حکومت نے بھی ہماری درخواست منظور کر لی۔ اور کہا کہ باقی عمارات کچھ سالوں کے بعد تعمیر کر لی جائیں۔ مَیں نے نبورا سے مکرم چوہدری رشید احمد صاحب سرور کو تعمیرات کی نگرانی کے لئے ٹانگانیکا تبدیل کر دیا۔ اور کام شروع کرنے کے لئے کہا۔ انہوں نے ہارڈویر کی مختلف دوکانوں سے رابطہ قائم کیا۔ اور ادھار سامان دینے کے لئے ان سے کہا۔ مگر سارے دوکانداروں نے رقم نقد لینے کا مطالبہ کیا۔ مکرم سرور صاحب نے اس مشکل کی مجھے اطلاع دی۔ اور میں نے انہیں پانچ ہزار شلنگ کا چیک بھجوا کر نقد سامان خریدنے کی ہدایت دی۔ اور لکھا کہ جو سامان خریدا جائے اس کی رسید مجھے بھجوائیں۔ تاکہ اسی قدر رقم مَیں انہیں مزید بھجوا دوں۔ نقد خریداری کی وجہ سے ہمیں مال اچھا اور سستا ملنے لگا۔ اور تعمیر شروع ہو گئی۔ ادھر دوکانداروں نے دیکھا کہ یہ سامان مختلف دکانوں سے خرید رہے ہیں اور دوکانوں کو نقصان ہو رہا ہے تو سب نے خواہش کی کہ ہم سے بے شک ادھار لے لیں۔ لیکن صرف ہم سے خریدیں۔ جب اس کی اطلاع مجھے ملی تو مَیں نے مکرم سرور صاحب کو لکھا کہ حساب کھلوا لیں۔ کیونکہ ہمارے پاس رقم ختم ہو گئی تھی۔ یہ کام چلتا رہا۔ حتیٰ کہ ہم نے دار التبلیغ اور مسجد کی عمارتیں مکمل کر لیں۔ ساتھ ساتھ چندہ بھی جمع ہوتا گیا۔ کام ختم ہونے پر جب حساب لگایا گیا تو سوا لاکھ شلنگ خرچ اٹھ چکا تھا۔ آہستہ آہستہ ہم نے دوکانداروں کا قرض بے باق کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ادا کیا۔ کہ اس نے دوکانداروں کے دلوں پر تصرف فرمایا اور جب ہمارے پاس رقم ختم ہو گئی تھی تو انہوں نے ادھار دے کر کام کو تکمیل تک پہنچایا۔

(۴)

اسی طرح ایک قطعہ زمین مورو گورو شہر میں مکرم ڈاکٹر طفیل احمد صاحب ڈار نے مسجد اور دار التبلیغ وغیرہ کے لئے لیا ہوا تھا۔ اور اپنے پاس سے اس کا سالانہ ٹیکس ادا کرتے رہے تھے۔ مورو گورو میں جماعت چھوٹی تھی۔ اور مسجد بنانے کے لئے رقم مہیا نہیں تھی۔ اس لئے اس پلاٹ میں ملکی سیاسی پارٹی ٹانگانیکا افریقن نیشنل یونین کے جلسے ہوا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ یہ پلاٹ اسی پارٹی کے نام سے مشہور ہو گیا۔ ۱۹۶۵ء میں پارٹی کو خیال آیا کہ اس جگہ پر پارٹی کا مرکز بنایا جائے۔ اور انہوں نے اس کے لئے نقشہ بھی تیار کروا لیا۔ نقشہ

بنانے والے نے ہمارے احباب سے ذکر کر دیا کہ آپ کے پلاٹ پر پارٹی کا پراونشل سنٹر تعمیر ہو رہا ہے اور اس کا نقشہ بن گیا ہے۔ ہمارے دوستوں نے فوراً مشورہ کیا اور میرے پاس دارالسلام آکر سارے حالات سے آگاہ کیا۔ میں نے رقم نہ ہونے کا عذر کیا تو جماعت کے افریقی صدر صاحب نے جو بہت مخلص اور قربانی کرنے والے ہیں کہا کہ میرے دو مکان ہیں۔ ان میں سے ایک فروخت کر کے میں مسجد کی تعمیر کے لئے دے دونگا۔ مگر یہ پلاٹ بہر حال ہمارے قبضہ ہی میں رہنا چاہیئے۔ کیونکہ شہر میں نہایت با موقعہ پلاٹ ہے۔ مجھے ان کی قربانی پر رشک آیا۔ اور میں نے انہیں مسجد کا نقشہ بنوانے کی اجازت دے دی۔ پھر پارٹی والوں نے کہا کہ اگر آپ مسجد بنانا ہی چاہتے ہیں تو ایک حصہ میں آپ مسجد بنا لیں اور دوسرے حصہ میں ہمیں پارٹی کا مرکز بنانے کی اجازت دے دیں۔ لیکن ہمارے احباب نے اس کی بھی اجازت نہ دی۔ اور دارالتبلیغ کا نقشہ بھی تیار کروالیا۔ اس کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے غیب سے سامان مہیا فرمائے۔ اور اگست ۱۹۶۰ء میں ہمیں دارالتبلیغ اور مسجد کے افتتاح کی توفیق عطا فرمائی۔ سارا قرض ادا ہو گیا اور ہمارے صدر صاحب کا مکان بھی جوں کا توں ان کے قبضہ میں رہا۔ اس پر بھی تقریباً ایک لاکھ شلنگ خرچ ہو گیا تھا۔

(۵)

انہی دنوں کی بات ہے میں کینیا کے مختلف شہروں کا تبلیغی دورہ کر رہا تھا۔ ہر شہر میں عیسائیوں سے مارکیٹ میں اور سڑکوں پر بحث مباحثہ شروع ہو جاتا۔ اور انہیں قرآنی دلائل کے سامنے بڑی ذلت کا منہ دیکھنا پڑتا۔ اتفاق سے انہی ایام میں نیروبی کے ایک پنجابی مسلمان چوہدری محمد بوٹا صاحب اپنے کاروبار کے سلسلہ میں مختلف شہروں کا چکر لگا رہے تھے۔ مجھے متعدد شہروں میں مصروف پا کر اور عیسائیوں کی پے در پے شکستوں سے وہ بہت متاثر ہوئے اور آخر مجھے ملنے آئے اور کہا کہ آپ کو ماہوار کتنی تنخواہ ملتی ہے۔ میں نے کہا ایک سو بیس شلنگ ماہانہ الاؤنس ملتا ہے۔ اس پر انہیں بہت تعجب ہوا اور افسوس بھی اور کہا کہ آپ دھوپ اور گرد و غبار میں اتنی محنت سے اتنا اچھا کام کر رہے ہیں مگر آپ کو اتنا قلیل گزارہ مل رہا ہے۔ آپ تو گویا مٹی میں لعل ہیں۔ اگر آپ ہمارے ساتھ مل کر کام کریں تو میں آپ کو ۵۰۰ شلنگ ماہوار اپنے پاس سے دینے کا وعدہ کرتا ہوں۔ انہوں نے یہ الفاظ بڑے خلوص سے کہے تھے۔ اس لئے میں نے انہیں محبت سے وقفِ زندگی کی سکیم سمجھائی اور بتایا کہ یہ ماہانہ الاؤنس تو صرف دنیاوی ضروریات سادگی سے پورا کرنے کے لئے ہے۔ ورنہ ہمارا اجر و ثواب تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں ملنے والا ہے۔ کیا میں آخرت کا اجر آپ کے ۵۰۰ شلنگ ماہوار کے عوض بیچ سکتا ہوں؟ ان باتوں کا ان کے دل پر اچھا اثر ہوا۔ اور وہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مخلصانہ خطوط لکھتے رہے۔ اور کچھ عرصہ کے بعد کینیا سے واپس پاکستان آ گئے۔

اسی قسم کا ایک واقعہ مشرقی افریقہ سے واپس آتے ہوئے بھی پیش آیا۔ کراچی سے رخصت کرتے ہوئے احباب جماعت نے مجھے پھولوں کے ہار پہنا دیئے۔ جناب ایکسپریس میں دوسرے درجہ میں میرے ساتھ کچھ سنّی معزز مسلمان بھی شریک سفر تھے۔ انہوں نے سمجھا کہ مَیں حج کرکے لوٹا ہوں۔ باتوں باتوں میں انہیں حقیقتِ حال کا علم ہوا۔ تو وہ جماعت احمدیہ کے کام سے بہت متاثر ہوئے اور مجھے کہنے لگے کہ آپ سالہاسال سے غیر ممالک میں اسلام کی خدمت اتنی کامیابی سے کر رہے ہیں۔ کتنا اچھا ہو اگر آپ ہمارے ساتھ شامل ہو کر یہ کام کریں۔ مَیں نے جواب دیا کہ پاکستان میں آپ کے پاس مجھ سے زیادہ لائق اور قابل علماء موجود ہیں۔ اگر وہ علم و فضل اور کثرتِ تعداد کے باوجود اس قسم کی کوئی خدمت نہیں کر سکے۔ تو مجھ سے آپ کو کیا فائدہ حاصل ہوگا۔ بلکہ زیادہ امکان یہ ہے کہ ان میں شامل ہو کر مَیں بھی ان جیسا ہی بن جاؤں۔ ؎

ہر کہ در کانِ نمک رفت نمک شد

اس جواب سے وہ بہت محظوظ ہوئے۔ ان میں سے ایک لائل پور کی کپڑے کی مل کے مالک تھے اور دوسرے بھی تجّار کے بلند طبقہ سے تعلق رکھتے تھے۔

(۶)

جب بائیبل کا ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن Revised Standard Version مارکیٹ میں آیا تو میں نے انجیل کی وہ ساری آیات جمع کیں۔ جو اس ترجمہ میں متن سے نکال دی گئی تھیں۔ اور پھر سواحیلی میں ایک اشتہار لکھا۔ جس کا عنوان تھا "انجیل مختصر کر دی گئی ہے"۔ اس میں وہ ساری آیات لکھ دی گئیں۔ جو پہلے متن میں ہوا کرتی تھیں اور اب انہیں حاشیہ میں درج کر دیا گیا تھا۔ عیسائی پادری اس اشتہار سے بہت ناراض ہوئے اور انہوں نے اس کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا کہ اس اشتہار کے خلاف کارروائی کی جائے۔ دیر تک اس ضمن میں عیسائیوں اور ان کے پادریوں کے خطوط چھپتے رہے۔ لیکن حکومت نے کوئی نوٹس نہ لیا۔ کیونکہ انگریزی حکومت عرصہ سے جا چکی تھی۔ اور ملکی حکومت کو اس قسم کی باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

(۷)

ایک دفعہ ممباسہ کے پادری رچی صاحب نے مسلمانوں کو دعوت دی کہ قرآن اور انجیل کا مل کر مطالعہ کیا جائے اور اس بنیاد پر نئے تعلقات استوار کئے جائیں۔ انہوں نے دعوےٰ کیا کہ قرآن مجید نے انجیل کے محرّف ہونے کا کہیں ذکر نہیں کیا۔ اس کے جواب میں مَیں نے پادری صاحب کو مفصل خط لکھا جس میں قرآن مجید کی آیات کے بعد بائیبل کی تفاسیر کے حوالے بھی درج کئے جن میں انجیل کے الفاظ کے ضائع ہونے۔ محرّف ہونے اور غیر ثقہ ہونے کا اقرار تھا۔ پادری صاحب نے جواباً خوشی کا اظہار کیا۔ اور لکھا کہ اب مل کر بیٹھنے کی ضرورت نہیں۔ آپ کا خط اتنا مفصل ہے کہ اس کی روشنی میں ہم گفتگو آگے بڑھا سکیں گے۔ اس مختصر جواب پر خاموشی جب طول پکڑ

گئی تو میں نے اپنا خط اپنے اخبار "ایسٹ افریقن ٹائمز" میں شائع کرا دیا۔ خط کا شائع ہونا تھا کہ پادری صاحب کا ناراضگی سے بھرپور خط آ گیا کہ یہ آپ نے کیا کیا کہ اپنا خط اخبار میں شائع کرا دیا۔ میں تو آپ کے خط کو پادریوں کے پاس تنقید کے لئے بھجوا رہا تھا اور ان کی آراء جمع کر رہا تھا۔ میں نے انہیں لکھا کہ آپ کے کام کو آسان کرنے کے لئے میں نے اسے اپنے اخبار میں چھپوایا ہے تاکہ آپ اخبار کے پرچے حسب ضرورت لے کر سارے پادریوں کے پاس بھجوا سکیں۔ لیکن پادری صاحب کی اس سے کب تسلی ہو سکتی تھی۔ انہوں نے مزید خط وکتابت جلد ہی بند کر دی۔ اور ان کی مسلمانوں کو جال میں پھنسانے کی ساری سکیم فیل ہو گئی۔

(۸)

تنزانیا کی حکومت نے ذرائع پیداوار کو اپنے قبضہ میں لینے کے لئے پبلک ٹرانسپورٹ امپورٹ ایکسپورٹ اور بنکوں وغیرہ کو قومی ملکیت بنانے کے بعد قانون بنایا کہ جو مکان ایک لاکھ شلنگ کی مالیت کا ہو اور کرائے پر ہو وہ حکومت کی ملکیت ہو جائے گا۔ اس کی تعمیل میں ہندوستانی اور پاکستانی جماعتوں کی بہت سی جائداد پر قبضہ کرنے کا حکومت کی طرف سے اخبارات میں اعلان ہونے لگا۔ اسی ضمن میں جماعت کی قریباً چار لاکھ شلنگ کی جائداد موروگورو اور ٹبورا میں حکومت نے اپنے قبضہ میں لے لی۔ اور کرایہ داروں کو نوٹس مل گیا۔ کہ وہ کرایہ جماعت کو ادا کرنے کی بجائے بنک میں جمع کرایا کریں۔ جماعت کو اس جائداد سے قریباً ۴ ہزار شلنگ ماہوار آمد ہوتی تھی۔ میں نے اس کی اطلاع حضور کی خدمت میں بھجوا کر دعا کی درخواست کی۔ اور سواحیلی زبان میں ایک میمورنڈم تیار کر کے صدر صاحب تنزانیا۔ ہر دو مسلمان نائب صدران۔ وزراء اور متعلقہ دفتر کے افسران کو بھجوایا اور جائداد کی واپسی کی درخواست کی۔ ہماری یہ کوشش بظاہر بے اثر معلوم ہوتی تھی۔ اور حکومت نے کسی کو اس کی جائداد واپس نہ کی تھی۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں اور جماعت کی کوشش کا نتیجہ یہ ہوا کہ وزیر متعلقہ نے مجھے بلا کر کہا کہ اگر آپ ایسا گوشوارہ حکومت کو بھجوائیں کہ جس سے یہ ظاہر ہو کہ کرایہ جات کی ساری آمد جماعت احمدیہ ملکی مفاد اور عوام پبلک کی خدمت کے لئے خرچ کر رہی ہے۔ تو آپ کی جائداد واگزار کر دی جائے گی۔ اگلے ہی دن میں وہ گوشوارہ لے کر وزیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ اور انہوں نے جماعت کی ساری جائداد واپس کر دی۔ اس پر میں نے ان کا شکریہ ادا کیا۔ اور ایک ماہ کے کرایہ کی واپسی کا بھی مطالبہ کیا۔ جو بعد میں جماعت کو مل گیا۔ اور جماعت کا مالی نقصان نہ ہوا۔ ہمارے سوا کسی اور جماعت کو قومیائی ہوئی جائداد واپس نہیں کی گئی۔

جب ایک سکھ وکیل صاحب سے میں نے جائداد کی واپسی کا ذکر کیا تو وہ بہت حیران ہوئے اور پوچھا آپ نے کونسا وکیل رکھا تھا۔ میں نے کہا آپ کو معلوم ہے ہمارا وکیل تو ایک ہی ہے (یعنی اللہ تعالیٰ) اس پر وہ بہت متاثر ہوئے ؎

قرآن کریم کی تلاوت کے آداب

(مکرم و محترم مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی)

"قرآن" کے لفظ ہی کے یہ معنے ہیں کہ وہ کتاب جو زیادہ سے زیادہ پڑھی جائے گویا اس لفظ میں بھی خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے مسلمانو! تم اس کتاب کو زیادہ سے زیادہ تلاوت کرو۔ پھر اسکی تلاوت کیوں نہ کی جائے کہ یہ ہمارے رب کریم اور ہمارے محبوب پیدا کرنے والے کا ایسا کلام ہے جو اپنے اندر ہر قسم کی برکات لئے ہوئے ہے۔ اس میں صرف مسلمانوں ہی کے لئے نہیں بلکہ دوسری اقوام کے لئے بھی خیر ہی خیر ہے۔ اس خیر سے وافر حصہ لینے کے لئے اس کی تلاوت کرتے رہنا ضروری ہے۔

صحیح مسلم میں ایک روایت درج ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی کتاب کو پڑھتے ہیں اور اس کی درس و تدریس میں لگے رہتے ہیں۔

نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر سکینت اور اطمینان نازل ہوتا ہے۔ اس کی رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے۔ اس کے فرشتے اسے اپنے گھیرے میں لے لیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر کرتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔

"قرآن شریف پڑھا کرو آخر وہ بھی خدا کی ایک چٹھی ہے"۔ (الحکم ۲۶ مارچ ۱۹۰۸ء)

جس طرح دنیا میں ہر کام کے کچھ آداب ہوتے ہیں۔ اسی طرح تلاوت قرآن کریم کے بھی کچھ آداب ہیں جنہیں مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ ورنہ خطرہ ہے کہ انسان ان افضال، برکات اور رحمتوں سے محروم نہ رہ جائے جو اس پاک کتاب کی تلاوت سے حاصل ہوتی ہیں۔ ذیل میں بعض ایسی باتوں کا ذکر کیا جائے گا جن کا تلاوت کے وقت مدّنظر رکھنا ضروری ہے۔

(۱) استعاذہ۔

قرآن کریم میں وارد ہے کہ

فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ (نحل آیت ۹۹)
یعنی اے مسلمان جب تو قرآن پڑھنے لگے تو دھتکارے ہوئے شیطان سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو۔

دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ چور وہیں آتے ہیں جہاں دولت ہو اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کے ہر فقرہ کے نیچے ایک خزانہ ہے اس خزانہ کو چرانے کے لئے شیطان ہردم کوشش میں لگا رہتا ہے اور چونکہ قرآن کریم ہی ایسا ہتھیار ہے جس سے شیطان کا سر کچلا جاتا ہے اس لئے وہ اور اس کے ساتھی پوری کوشش کرتے ہیں کہ لوگوں کو اس سے دور رکھیں۔ سو ضروری ہے کہ انسان تلاوت سے پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھ کر شیطان کے حملوں سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آجائے۔

(۲) تسمیہ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر وہ کام جو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سے شروع نہ کیا جائے اس میں برکت نہیں ہوتی۔ اسی لئے اسلام میں یہ سنت ٹھہر گئی ہے کہ ہر کام کی ابتدا میں بطور تبرک و استمداد بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھا جاتا ہے۔ پھر قرآن کریم کی ہر سورۃ کے شروع میں اس آیت کے نازل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم پڑھنے سے قبل اس ذات کی مدد حاصل کر لی جائے۔ جو تمام صفات کی جامع ہے پس قرآن کریم کی برکات سے حصہ وافر لینے کے لئے ضروری ہے کہ تلاوت قرآن کریم سے پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ کے بعد بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھ لیا جائے۔

(۳) صفائی اور پاکیزگی۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے۔
لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ۔ قرآن کریم کو وہی لوگ چھوتے ہیں جو پاک وصاف ہوتے ہیں گو اس آیت میں چھونے سے یہ مراد ہے کہ قرآن کریم کے علوم و معارف صرف انہی لوگوں پر کھلتے ہیں جو خدا تعالیٰ کے نزدیک پاک وصاف ہوں۔ لیکن اس آیت سے یہ بھی سمجھا جاسکتا ہے کہ قرآن کریم کو وہی لوگ چھوئیں جو پاک وصاف ہوں۔ سو قرآن کریم کی تلاوت سے پہلے جسم کو پاک وصاف کر لینا ضروری ہے۔ پھر وہ جگہ بھی صاف ہو جہاں بیٹھ کر تلاوت کی جائے۔ جسم پر آلودگی ہو جگہ صاف نہ ہو۔ انسان جنبی ہو تو قرآن کریم کی تلاوت نہ کی جائے۔

(۴) ماحول کا پُر سکون ہونا

تلاوت قرآن کریم کے لئے ماحول کا پُرسکون ہونا بھی ضروری ہے۔ جہاں تلاوت ہو رہی ہو وہاں شور و غوغا

نہ ہو۔ گانا بجانا نہ ہو۔ کیونکہ اس سے تلاوت کرنے والے کی توجہ دوسری طرف منعطف ہوجاتی ہے اور وہ قرآن کریم کی برکات سے پوری طرح مستفید نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۔

اے لوگو! جب قرآن پڑھا جا رہا ہو تو اس کو سنا کرو اور چپ رہا کرو۔ تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

اسی طرح دوسری جگہ فرماتا ہے۔

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا (احقاف ۳۰)

اور جب ہم جنوں میں سے کچھ لوگوں کو تیری طرف پھیر کر لائے۔ جو قرآن کریم سننے کی خواہش رکھتے تھے۔ پس جب وہ مجلس قرآن خوانی میں حاضر ہوئے تو انہوں نے کہا خاموش ہو جاؤ۔

ان آیات میں جہاں تلاوت کرنے والوں کے پاس بیٹھنے والے یا اس کے قریب موجود لوگوں کو ہدایت ہے کہ وہ توجہ سے قرآن کریم کی آیات سنیں اور خاموش رہیں۔ وہاں تلاوت کرنے والوں کے لئے بھی یہ ہدایت معلوم ہوتی ہے کہ وہ تلاوتِ قرآن کریم کے لئے پُرسکون جگہ تلاش کریں۔ ایسی جگہ تلاوت نہ کریں۔ جہاں شور و غوغا ہو تاکہ ان کی توجہ تلاوت قرآن کریم کی طرف ہی رہے۔ کسی اور طرف منعطف نہ ہو۔

(۵) ترتیل

اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا۔ اور قرآن کریم کو خوش الحانی سے پڑھا کرو۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

حَسِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِكُمْ فَاِنَّ الصَّوْتَ الْحَسَنَ يَزِيْدُ الْقُرْاٰنَ حُسْنًا۔

قرآن کریم کو اپنی آوازوں کے ساتھ حسین بناؤ کیونکہ اچھی آواز قرآن کریم کے حسن میں زیادتی پیدا کرتی ہے۔

آپ نے یہ بھی فرمایا ہے۔

مَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ فَلَيْسَ مِنَّا (ابوداؤد)

جو شخص خوش الحانی سے قرآن کریم نہیں پڑھتا اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"خوش الحانی سے قرآن کریم پڑھنا عبادت ہے۔" (الحکم ۱۵ مارچ ۱۹۰۳ء)

لیکن یاد رہے کہ لحن وغنا سے مراد عام موسیقی والا غنا اور لحن نہیں بلکہ اس سے وہ لحن وغنا مراد ہے جس میں سوز اور رقت پائی جائے۔ اور سننے والا اس سے تلاوت کرنے والے کا خشوع اور خضوع محسوس کرے۔ اس کی خشیت اللہ کا علم ہو۔ اگر تلاوت کرنے والے پر خشیت اللہ طاری نہیں ہوتی۔ تو ظاہری خوش الحانی سے زیادہ فائدہ نہیں ہوتا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قرآن کریم پڑھنے والوں میں سب سے بہتر اور عمدہ آواز اس شخص کی ہے جسے تلاوت کرتے سنکر تم یہ خیال کرو کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈر رہا ہے (ابن ماجہ)

ترتیل کے لغوی معنوں میں حروف کی حسن ادائیگی کا لحاظ رکھنا۔ کلام کی ترتیب کو قائم رکھنا اور ٹھہر ٹھہر کر درستگی سے پڑھنا بھی ہے۔ پس تلاوت اس طرح سے کی جائے کہ قرآنی الفاظ پوری طرح سے ادا ہوں۔ سننے والے کو وہ واضح طور پر سمجھ آئیں۔ ترتیب الفاظ قائم رہے۔ الفاظ کو توڑ توڑ کر نہ پڑھا جائے۔ اور نہ اتنی جلد جلد پڑھا جائے کہ الفاظ کا پتہ ہی نہ لگے۔ اور یہ معلوم نہ ہو کہ کہاں آیت کا کوئی حصہ یا فقرہ ختم ہوا ہے۔

(۶) خیالات کی پاکیزگی

تلاوت قرآن کریم کے وقت خیالات پاک و صاف رکھنے چاہئیں۔ تلاوت کرنے والا زود رنج نہ ہو۔ کینہ و کپٹ اور حسد میں مبتلا نہ ہو۔ غیظ و غضب کا شکار نہ ہو۔ یہ چیزیں بھی قرآن کریم سے حاصل ہونے والے افضال اور برکات میں روک بنتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

"زود رنج۔ کینہ پرور اور غصہ والی طبائع کے ساتھ قرآن شریف کی مناسبت نہیں اور نہ ایسوں پر قرآن کریم کھلتا ہے۔" (الحکم ۱۰ مارچ ۱۹۰۱ء)

(۷) اعراب کی صحت۔

تلاوت کرتے وقت اعراب کا خاص طور پر خیال رکھا جائے۔ کیونکہ عربی زبان میں اعراب کی تبدیلی کی وجہ سے الفاظ کے معانی بدل جاتے ہیں۔ بعض دفعہ ایک لفظ کے آخر میں زیر کی جگہ پیش اور پیش کی بجائے زبر پڑھنے سے معانی میں اس قدر فرق پڑ جاتا ہے کہ کفر لازم آتا ہے۔ اس لئے تلاوت کے وقت اعراب کا خاص طور پر خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔ پوری کوشش کی جائے کہ اعراب میں فرق نہ آئے۔

(۸) قرآن کریم کی عظمت

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور بڑی عظمت و شان کا حامل ہے۔ اس لئے اسے سجدہ اور رکوع کی حالت میں نہیں پڑھنا چاہیئے۔ کیونکہ سجدہ اور رکوع کی حالتیں فروتنی اور عاجزی کی ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا۔

اَلَا وَاِنِّیْ نُھِیْتُ اَنْ اَقْرَءَ الْقُرْاٰنَ رَاکِعاً اَوْ سَاجِداً (مسلم)

سنو مجھے اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ میں حالتِ سجدہ یا حالتِ رکوع میں قرآن کریم پڑھوں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

"سجدہ اور رکوع فروتنی کا وقت ہے اور خدا کا کلام عظمت چاہتا ہے۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے بھی فرمایا ہے۔

"سجدہ عبودیت اور ذلت کا مقام ہے۔ اس موقعہ پر قرآن کریم نہیں پڑھنا چاہیئے"۔

(۹) غم کی حالت

قرآن کریم کی تلاوت غم ناک آواز میں کرنی چاہیئے۔ انسان پر رقت طاری ہو خشیت اللہ اس میں پائی جائے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ بِالْحُزْنِ فَاِنَّہٗ نُزِّلَ بِالْحُزْنِ (کنز العمال)

قرآن کریم کو غم کی حالت میں پڑھو کیونکہ یہ غم کی حالت میں نازل ہوا ہے۔

ایک اور حدیث ہے۔

اِذَا قَرَأْتُمُوْہُ فَابْکُوْا فَاِنْ لَمْ تَبْکُوْا فَتَبَاکَوْا (ابن ماجہ)

جب تم قرآن کریم پڑھو تو اپنے اوپر رونے کی حالت طاری کرو۔ اگر فی الواقعہ رو نہ سکو تو بناوٹ اور تکلف سے رونے کی کوشش کرو۔

(۱۰) دعا و استغفار

تلاوتِ قرآن کریم کرتے وقت کسی آیت میں خدا تعالےٰ کی رحمتوں برکتوں فضلوں اور انعامات کا ذکر ہو تو وہاں خدا تعالےٰ سے اس کی برکات افضال۔ رحمتوں اور انعامات کے لئے دعا کرو، اور اگر کسی قوم پر خدا تعالےٰ کے غضب اور اس کے عذاب کے نازل ہونے ذکر ہو۔ تو وہاں خدا تعالےٰ سے اس کی پناہ طلب کرو۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق ترمذی میں ایک روایت درج ہے کہ آپ نماز میں قرآن کریم کی تلاوت کرتے وقت خدا تعالےٰ کی رحمت کے ذکر پر ٹھہر جاتے اور خدا تعالےٰ سے اسے طلب کرتے۔ اور اگر عذاب کے متعلق کوئی آیت ہوتی تو وہاں ٹھہر کر اللہ تعالےٰ کی پناہ طلب کرتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بھی فرمان ہے۔

"تلاوت کرتے وقت قرآن کریم کی آیتِ رحمت پر گذر ہو تو وہاں خدا تعالےٰ سے رحمت طلب کی جائے۔ اور جہاں کسی قوم کے عذاب کا ذکر ہو تو وہاں خدا تعالےٰ کے عذاب سے خدا تعالےٰ کے آگے پناہ کی درخواست کی جائے"۔ (الحکم ۱۰ مارچ ۱۹۰۳ء)

(باقی دیکھیں صفحہ ۳۲ پر)

رسائل ومسائل

(محترم جناب ملک سیف الرحمٰن صاحب مفتی سلسلہ احمدیہ)

سوال ۔ کیا لڑکی کے لئے خطبہ نکاح کے الفاظ سننے ضروری ہیں؟

جواب ۔ صحت نکاح کے لئے خطبہ نکاح کے الفاظ لڑکی کے لئے سننا ضروری نہیں ۔ اصل حکم یہ ہے کہ دو گواہوں کے سامنے لڑکی نکاح پر رضامند ہونے کا اظہار کرے۔ اگر اس رضامندی سے گواہ مجلس اعلان نکاح میں موجود ہیں یا لڑکی اور اس کے گواہوں کی رضامندی کا دستخطی ثبوت موجود ہے تو نکاح صحیح ہوگا۔

سوال ۔ خطبہ نکاح کے بعد لڑکی اور لڑکے کے والد سے ایجاب وقبول کروانا یاد نہیں رہا۔ باقی تمام امور فارم پر گواہوں کے سامنے پُر ہوئے۔ کیا نکاح دوبارہ پڑھا جائے۔ اب ایجاب وقبول کرانے کی کیا صورت ہے؟

جواب ۔ جو صورت بیان کی گئی ہے اس کے مطابق نکاح ہوگیا۔ دوبارہ ایجاب وقبول کرانے یا اس کے لئے کوئی تقریب منعقد کرنے کی ضرورت نہیں۔ ایجاب وقبول کا معروف طریق یہ ہے کہ نکاح کی تقریب سے متعلق خطبہ مسنونہ کے بعد مجلس نکاح میں پہلے لڑکی یا اس کے وکیل سے پوچھا جائے کہ تمہارا نکاح فلاں ابن فلاں سے اتنے روپیہ مہر پر قرار پایا ہے "کیا آپ کو منظور ہے"۔ لڑکی یا اس کا وکیل جواب دے۔ "جی ہاں منظور ہے۔" یہ ایجاب ہے۔

پھر لڑکے یا اس کے وکیل سے پوچھا جائے کہ تمہارا نکاح فلاں بنت فلاں سے اتنے مہر پر قرار پایا ہے، "کیا تمہیں منظور ہے"۔ لڑکا یا اس کا وکیل جواب دے کہ "جی ہاں منظور ہے"۔ "قبول ہے۔"

سوال ۔ نکاح فارم پر لڑکے اور لڑکی کے منظوری کے دستخط ہو چکے تھے۔ صرف نکاح خواں کا اعلان کرنا باقی تھا مہر کی رقم بھی مقرر ہو چکی تھی۔ اب کسی بناء پر لڑکی اور لڑکے کے والدین میں ناراضگی ہوگئی اور نکاح خواں نکاح کا اعلان نہ کر سکا۔ اب اس معاملہ کی شرعی حیثیت کیا ہوگی؟

جواب ۔ معروف رواج اور مسنون طریق عمل تکمیل نکاح پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اس لئے ایجاب و قبول کے اعلان کے بغیر نکاح کی کارروائی مکمل نہیں سمجھی جائے گی۔ پس صورت مذکورہ کو منگنی کا تکمیلی اقدام تصور

کیا جائے گا اسے نکاح تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔

سوال ۔ جب ایک مرد اور عورت باہمی رضامندی سے ہمبستری کر لیتے ہیں تو اس کا نام زنا رکھا ہے۔ اور اس سے روکا ہے۔ اس میں کیا حکمت ہے۔

جواب ۔ نکاح دنیا کا ایک مہذب طریق ہے اور نکاح کے بغیر میاں بیوی والے تعلقات کو دنیا کے سب مذاہب نے ناجائز قرار دیا ہے۔ اس طریق سے ذمہ داری کا احساس جاتا رہتا ہے۔ معاشرہ میں گندگی پھیلتی ہے۔ اور نسل انسانی کی بقا معرض خطر میں پڑ جاتی ہے۔ کیونکہ اس تعلق کے نتیجہ میں جو بچہ پیدا ہو گا اس کی پرورش کی ذمہ داری کس پر عائد ہو گی؟ اس طرح ایک جان کے ضائع ہونے کا امکان ہے۔ پھر یہ طریق فحش کو پھیلاتا ہے۔ جس سے انسانی اخلاق گراوٹ کی حد تک پہنچ جاتے ہیں۔ پس ان خرابیوں کی بناء پر اسلام نے نکاح کے معروف طریق کو اختیار کیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ عورت مرد اور وہ لوگ جو ان کے بہت ہی قریبی رشتہ دار ہیں یعنی ولی سب راضی ہوں اور ان کی رضامندی کا باقاعدہ اعلان ہو جائے تب یہ تعلق قائم کرنا چاہیئے تاکہ اخلاق اور نسل انسانی کی حفاظت ہو اور فریقین معاہدہ کی ذمہ داریوں کے پابند ہوں۔

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان ماہنامہ انصار اللہ

ماہنامہ انصار اللہ مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان ہے۔ اس رسالہ نے گزشتہ سولہ سال میں خدا تعالیٰ کے فضل سے تربیت کی ذمہ داری کو بڑے عمدہ رنگ میں پورا کیا ہے۔ قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے اس رسالہ کے متعلق فرمایا:۔

"یہ رسالہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑی قابلیت کے ساتھ لکھا جاتا اور ترتیب دیا جاتا ہے اور اس کے اکثر مضامین بہت دلچسپ اور دماغ میں جلا پیدا کرنے اور روح کو روشنی عطا کرنے میں بڑا اثر رکھتے ہیں۔"

پس انصار اللہ کو چاہیئے کہ اس رسالہ کو ہر جہت سے ترقی دینے کی کوشش کریں۔ اس رسالہ کی قیمت آٹھ روپے سالانہ مقرر ہے۔ شوریٰ انصار اللہ ۱۹۵۹ء کے فیصلہ کے مطابق ہر مجلس اپنی مقامی گرانٹ میں سے کم از کم ایک رسالہ ضرور جاری کرائے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

(مینیجر ماہنامہ انصار اللہ ربوہ)

ایڈیٹر کی ڈاک

مکرم ومحترم میاں ناصر علی صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

امان کا ماہنامہ انصار اللہ کل ملا۔ ابتدائی صفحات کے شذرات اور صحابہؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اندازِ محبت "نے دل کی عجیب کیفیت کی جزاکم اللہ احسن الجزاء بارککم اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالےٰ آپ کے علم و عرفان اور محبت وبیان میں بے انداز برکت بخشے۔ حقیقۃً" ؎

کوئی راہ نزدیک تر راہِ محبت سے نہیں
طے کریں اس راہ سے سالک ہزاروں دشت خار

ہمارے سیدومولیٰ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث پاک اور حضور کے بروزِ اتم فرزندِ جلیل حضرت امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک تحریرات وملفوظات محبت الٰہی سے چھلک رہے ہیں۔ خدا کرے ہمارا ماہنامہ اپنی ہر اشاعت میں ان گلہائے رنگارنگ کی مہک سے ہمارے قلب وروح کو نئی زندگی، فرحت و رفعت بخشتا رہے اور ہم میں سے ہر دل اپنے آقا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اس دعا اور تمنا کا مصداق بن جائے ؎

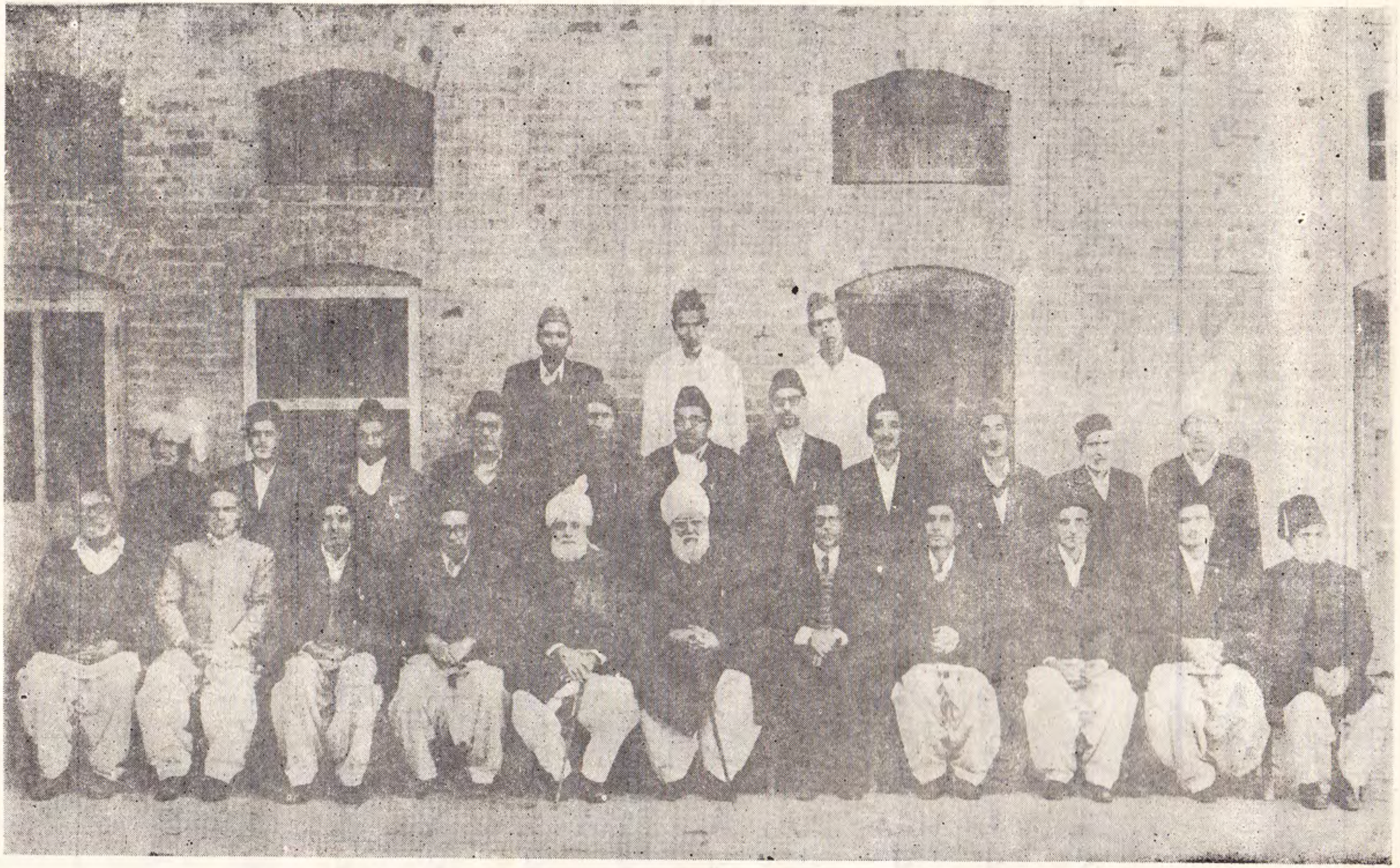
فرشتوں سے مل کر اڑو تم ہوا میں
مہک جائے خوشبوئے ایماں فضا میں

(قرآن کریم کی تلاوت کے آداب بقیہ صفحہ ۲۹)

اس ادب کا التزام تبھی کیا جاسکتا ہے کہ جب انسان کو قرآن کریم کا ترجمہ آتا ہو۔ اس لئے مامور زمانہ اور اس کے خلفائے کرام نے جماعت کو بارہا ترجمہ قرآن کریم سیکھنے کی تلقین کی ہے۔ اگر ترجمہ نہ آتا ہو تو نہ تو انسان یہ معلوم کرسکتا ہے کہ خدا کی رحمت کا کہاں ذکر ہے اور نہ پتہ لگ سکتا ہے کہ خدا تعالےٰ کے عذاب اور غضب سے کہاں پناہ طلب کرنی ہے۔ پھر قرآن کریم کے اوامر و نواہی اور اس کے حقائق و معارف سے آگاہی اسی وقت ہوسکتی ہے جب قرآن کریم کے ترجمہ سے واقفیت ہو۔ اس لئے احباب جماعت کو کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ وہ قرآن کریم کا ترجمہ سیکھیں تا قرآنی حقائق و معارف پر اطلاع پاکر اپنے اندر نیک تبدیلی پیدا کرسکیں ؛

اراکین مجلس عاملہ انصاراللہ لائلپور اپنے آقا کے ساتھ

(گروپ فوٹو مورخہ ۲۹ نبوت هش/نومبر ۱۹۷۵ء شام ۵ بجے)



مصطفیٰ پر تیرا بے حد ھو سلام اور رحمت

ھر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ھم نے کوئی دیں دین محمد سا نہ پایہ ھم نے
کوئی مذھب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلاوے یہ ثمر باغ محمد سے ھی کھایا ھم نے
ھم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا نور ھی نور اٹھو دیکھو سنایا ھم نے
اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ھم نے
تھک گئے ھم تو انہیں باتوں کو کہتے کہتے ھر طرف دعوتوں کا تیر چلایا ھم نے

جب سے یہ نور ملا نور پیمبر سے ھمیں ذات سے حق کے وجود اپنا ملایا ھم نے
مصطفیٰ پر تیرا بیحد ھو سلام اور رحمت اس سے یہ نور لیا بار خدایا ھم نے
ربط ھے جان محمد سے مری جاں کو مدام دل کو وہ جام لبالب ھے پلایا ھم نے
اس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ھم نے
مورد قہر ھوئے آنکھ میں اغیار کے ھم جب سے عشق اس کا تہ دل میں بٹھایا ھم نے

(درثمین)

صرف ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا ۔